سلسلة التحقيق الرحيق

فى

أحاديث الحبيب الحقيق

مرتبہ

حضرت مولانا صاحبزادہ

محمد عمر

دامت برکاتہم العالیہ



ادارہ اشاعت العلوم

وسن پورہ لاہور

سلسلۃ التحقیق الرحیق

فی

أحادیث الحبیب الحقیق

فرمان نبوی

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا سواری کا جانور بیابان میں بھاگ جائے اور تمہیں (مدد کے لیے) کوئی دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: یا عباد الله أعینونی:
اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، چنانچہ فوراً مدد کیا جائیگا؛

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ اشاعت العلوم

صوفی صاحب والی مسجد وسنپورہ لاہور

اللہ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

نام کتاب	--------	سلسلۃ التحقیق الرحیق فی احادیث الحبیب الحقیق
موضوع	--------	تحقیقِ حدیث
مرتبہ	--------	حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ
صفحات	--------	۴۴
تاریخ اشاعت	--------	۱۱رذیقعدہ ۱۴۳۲ھ/۱۰را کتوبر ۲۰۱۱ء
ناشر	--------	ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ' لاہور

ملنے کا پتا

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد حنفیہ (صوفی صاحب والی) وسن پورہ' لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ لاشریك له واشهد ان محمدا عبده لا نبی بعده وعلیه وعلی آله واصحابه و علی جمیع الانبیاء صلاته وسلامه

اما بعد!

ثنائے پروردگارِ عالم اور درود وسلام برفخرِ موجودات عالم کے بعد عرض ہے کہ اہل السنّت والجماعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چودہ سو سال سے اپنے رب عزوجل کے قرآن اور اس کے محبوب مکرم کے فرمان کو سینہ سے لگائے ہوئے اور آئمہ دین متین اور علماء حق ویقین کے اقوال وافعال کو حرزِ جان وایمان بنائے ہوئے ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت میں ایک ایسا فتنہ مولود ہوا جس نے قرآن وسنت اور اصلاحِ امت کا مصنوعی جامہ پہن کر تمام اہل اسلام کے آئمہ کرام، علماء وصلحاء وعوام پر بدعت اور شرک کا فتویٰ صادر فرما کر ایک فتنۂ عظیم کی بنیاد رکھی جس سے امت مسلمہ کو تقریباً تین سو سال سے جس نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ سب عالم اسلام پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور ہر ملک وقوم کے اہل السنّت والجماعت کے علماء وصلحاء نے اپنے دائرہ اختیار کے مطابق اس فتنہ درندہ سے امت کو آگاہ کیا بلکہ ہمارے بے عیب مخبرِ غیب نبی ﷺ نے گیارہ سو سال قبل ہی خطہ نجد کے لیے دعاءِ رحمت وبرکت نہ فرما کر ساری امت کو آگاہ فرمادیا اور فرمایا: وبها یطلع قرن الشیطان: اس نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (رواہ البخاری والمسلم) اور یہ مختصر رسالہ بھی اسی سلسلہ آگاہی کی ایک کڑی ہے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاء والتجاء ہے کہ وہ اپنے محبوب کی امت کو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ ومامون فرمائے اور فقیر کی اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

ہر دور کے محدثین و محققین کے درمیان ایک حدیثِ رحمۃ للعالمین آج تک کتب میں موجود اور خارج میں معمول رہی ہے، جو کہ تین مختلف صحابہ سے مختلف اسناد کے ساتھ مختلف کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ ایک ہی مفہوم و مضمون لیے ہوئے ہے جس پر آج تک کے تمام علماء عاملین وصلحاء کاملین نے اعتماد کیا اور اسے شدائد و مصائب میں اختیار کیا چونکہ اس حدیث کا مفہوم مذکورہ فتنہ پرداز گروہ کے لیے زہر قاتل ہے اس لیے اس پُر نعمت حدیث کی خوب بڑھ چڑھ کر مذمت کی گئی اور اسے ضعیف الایمان والیقین لوگوں نے ضعیف قرار دے کر اپنے تئیں دنیا میں چھٹکارہ اور آخرت میں خسارہ حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ پر لگائے گئے شرک وبدعت کے جھوٹے پرچم کو سہارا دیا جاسکے۔ لیکن حقیقت پر پردہ ظلمت ٹھہر نہیں سکتا، رات دن کا خالق و مالک اپنی کمال رحمت سے ہمیشہ جہان کو صبح کے نور سے ظلمت کی تاریکیوں سے نجات دلاتا چلا آرہا ہے۔

میری مراد وہ حدیث ہے جسے تین صحابہ سے یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا ہے ملاحظہ فرمایئے:

(وہ حدیث جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے)

(۱)۔۵۲۶۹حدثنا الحسن بن عمر بن شقیق حدثنا معروف بن حسان عن سعید عن قتادة عن بن بریدة عن عبد اللّٰه بن مسعود انه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا انفلتت دابة أحدکم بأرض فلاة فلیناد یا عباد اللّٰه احبسوا یا عباد اللّٰه احبسوا فان للّٰه حاضرا فی الأرض سیحبسه (مسند أبی یعلی: ۹/ ۱۷۷) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بیابان میں چھوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللّٰه احبسوا: اے اللہ کے بندو اسے روکو! اے اللہ کے بندو اسے روکو! کیونکہ اللہ کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو کہ اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابو یعلی احمد بن علی تمیمی موصلی نے روایت کیا ہے جن کے بارے میں ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں یوں فرماتے ہیں: آپ روایات میں مضبوط اور اسباب طاعات اور دین کے احکامات پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔

(۲)۔باب ما یقول اذا انفلتت الدابة: یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب سواری چھوٹ بھاگے تو کیا کہے: أخبرنا أبو یعلی ثنا الحسن بن عمر بن شقیق ثنا معروف بن حسان ثنا أبو معاذ السمرقندی عن سعید عن قتادة عن بن بریدة عن أبیه عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا انفلتت دابة أحدکم بأرض فلاة فلیناد یا عباد اللّٰه احبسوا فان للّٰه عز وجل فی الارض حاضرا سیحبسه، (عمل الیوم واللیلة لابن السنی: ۱/ ٤٥٦) یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابو بکر احمد بن محمد المعروف ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے جن کے بارے میں ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے علی بن احمد نے بیان کیا کہ میرے والد رحمہ اللہ حدیث لکھ رہے تھے کہ قلم کو دوات میں رکھا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے واصلِ حق ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

(۳)۔ ۱۰۵۱۸: حدثنا ابراهیم بن نائلة الأصبهانی ثنا الحسن بن عمر بن شقیق ثنا معروف بن حسان السمرقندی عن سعید بن أبی عروبة عن قتادة عن عبد اللّٰه بن بریدة عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا انفلتت دابة أحدکم بأرض فلاة فلیناد یا عباد اللّٰه احبسوا علی یا عباد اللّٰه احبسوا علی فان للّٰه فی الارض حاضرا سیحبسه علیکم (المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰/ ۲۱۷) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ نداء کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، اے اللہ کے بندو! اسے روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے تم پر روک دیگا۔

اسے ابو القاسم سلیمان بن احمد لخمی شامی طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور امام ذھبی نے آپ کو سیر اعلام النبلاء میں امام حافظ ثقہ رحال جوال محدث اسلام صاحب المعاجم کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

(۴)۔ ابو شجاع الدیلمی الھمذانی نے اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے (مسند الفردوس بماثور الخطاب: ۱/۳۳۰)

(۵)۔ شھاب الدین احمد بن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے: باب ما یقول اذا انفلتت دابتہ: یعنی جب سواری چھوٹ بھاگے تو اس کا مالک کیا کہے؛ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایتِ ابو یعلی کو نقل فرمایا۔ (المطالب العالیۃ: ۱۴/۴۴)

(۶)۔ امام جلال الدین سیوطی نے یہی روایت ابن السنی اور طبرانی کے حوالے سے عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمائی ہے، (الفتح الکبیر: ۱/۸۴)

(۷)۔ اسی حدیث کو علی بن ابی بکر الھیثمی نے عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو یعلی اور طبرانی کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وفیہ معروف بن حسان وھو ضعیف: اس حدیث کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے۔

امام محی الدین یحیٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں کہ اس باب میں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو مالک کیا کہے؛ بہت سی مشہور احادیث ہیں، ان میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ابن السنی کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ہمارے شیوخ میں سے بعض نے مجھ سے بیان کیا جن کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے کہ ان کی سواری بدک بھاگی شاید وہ خچر تھی اور وہ اس حدیث کو جانتے تھے تو انہوں نے اس حدیث کے مطابق یا عباد اللہ احبسوا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو فوراً ان کے لیے ٹھہرا دیا اور ایک مرتبہ میں بھی ایک جماعت کے

ساتھ تھا کہ سواری کا جانور بدک بھاگا اور وہ لوگ اس کے پکڑنے سے عاجز ہوئے تو میں نے یہی یا عباد اللہ احبسوا کہا تو وہ سواری کا جانور بغیر کسی اور سبب، صرف اس کلام کے کہنے سے فوراً رک گیا۔ (کتاب الاذکار: ۱/۱۷۷)

(وہ حدیث جو کہ عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

(۸)۔ حدثنا الحسین بن اسحاق التستری ثنا احمد بن یحی الصوفی ثنا عبد الرحمن بن سھل حدثنی ابی عن عبد اللہ بن عیسی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزوان عن نبی اللہ ﷺ قال اذا اضل احدکم شیأ أ و اراد أحدکم عونا وھو بأرض لیس بھا أنیس فلیقل یا عباد اللہ أغیثونی یا عبا داللہ أغیثونی فان للہ عبادا لا نراھم وقد جرب ذلک: یعنی عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم جائے یا تم میں سے کوئی مدد کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کے لیے کوئی ساتھی نہیں تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ اغیثونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

اس حدیث کو ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ حدیث تجربہ شدہ ہے۔ (المعجم الکبیر: ۱۷/۱۱۷)

(۹)۔ محدث الھیثمی یہی مذکورہ بالا حدیث عتبہ بن غزوان سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے رجال میں سے بعض پر ضعف کے ساتھ ان کی توثیق کی گئی ہے، مگر یزید (زید) بن علی وہ ہیں جنہوں نے عتبہ کو نہیں پایا۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۳۲)

ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفی الحصن وان أراد عونا فلیقل یا عباد اللہ أعینونی ثلاثا رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبة بن غزوان عن النبی ﷺ انہ قال: الحدیث؛ یعنی حصن میں ہے: اور اگر کسی مدد کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ تین مرتبہ کہے: یا عباد اللہ أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو؛ اسے طبرانی نے زید بن علی سے وہ عتبہ بن غزوان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: الحدیث؛ پھر فرماتے ہیں: بعض علماء ثقات نے کہا

ہے: هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافرون: یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔بعض مشائخ سے مروی ہے کہ یہ تجربہ شدہ حدیث ہے جس کے سبب وہ حج کی فضیلت کو پہنچ پائے۔(مرقاۃ المفاتیح:۳۵۲/۵)

(وہ حدیث جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے)

(۱۰)۔اس حدیث کو امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق العتکی البزار نے یوں روایت کیا ہے: حدثنا موسى بن اسحق قال نا منجاب بن الحارث قال نا حاتم بن اسماعيل عن أسامة بن زيد عن أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما أن رسول الله ﷺ قال ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجرة فاذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله: یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ ملائکہ زمین میں محافظوں کے علاوہ ہیں جن کا کام درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھنا ہے چنانچہ جب تم میں سے کسی کو دوران سفر بیابان میں کوئی مصیبت آپڑے تو اسے چاہیے کہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو؛ پھر امام بزار فرماتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ سے اس قسم کلام ان الفاظ کے ساتھ نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ۔(مسند البزار:۱۸۱/۱۱)

(۱۱) امام بیہقی نے اس حدیث کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفا یوں روایت کیا ہے: أخبرنا على بن أحمد بن عبدان ثنا أحمد بن عبيد الصفار ثنا عبيد بن شريك ثنا بن أبي مريم ثنا عبد الله بن فروخ أخبرني أسامه بن زيد حدثني أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس قال ان لله عز وجل ملائكة سوى الحفظة، الحديث؛ (شعب الایمان:۱۸۳/۱)

(۱۲)۔محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ جو کہ شیوخ امام بخاری سے ہیں وہ اس حدیث کو مرسلا روایت کرنے کے بعد مرفوعا بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے اور یہ اس حدیث کا سب سے قدیم ماخذ ہے: ۲۹۸۱۹ حدثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا

محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول الله ﷺ قال اذا نفرت دابة أحدكم أو بعير بفلاة من الارض لا يرى بها أحد فليقل أعينوني عباد الله فانه سيعان: یعنی ابان بن صالح سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور یا اونٹ بدک کر بھاگ جائے اور تم بیابان میں ہو اور کوئی شخص تمہیں دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: اعينوني يا عباد الله: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۱۰۳/۶)

امام رازی نے اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی تفسیر میں استنادا یوں بیان کیا ہے: وعن ابن عباس قال ان لله ملائكة سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الاشجار فاذا أصاب أحدكم حركة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله يرحمكم الله۔(التفسیر الکبیر:۱۵۰/۲)

آیئے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے یا حسن، ضعیف یا موضوع کیونکہ طائفہ نجدیہ نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ باطل کہہ کر دنیا و آخرت کے خسارے کا سامان کیا ہے چونکہ محدثین کے نزدیک عقائد میں قابل حجت صرف صحیح یا حسن حدیث ہی ہے اس لیے ہم پہلے اس حدیث کی سند کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے بعد اس کے متن کی صحت پر دلائل پیش کریں گے۔

(اسناد کے اعتبار سے یہ حدیث حسن ہے)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جسے ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور طبرانی نے اسے اپنی معجم کبیر میں ذکر کیا ہے اس کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے اور ابن السنی کی اسناد کے علاوہ میں انقطاع بھی ہے کیونکہ عبداللہ بن بریدہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان انقطاع ہے جو کہ ابن السنی کی اسناد میں اتصال کے ساتھ ہے یعنی عن ابن بریدۃ عن ابیہ (بریدۃ بن الحصیب) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ رہا معروف بن حسان کا ضعیف ہونا جیسا کہ امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں

کہا ہے اور راوی کے ضعیف ہونے سے حدیث پر ضعف کا حکم تب ہوگا جب کہ اس کے لیے دیگر شواہد موجود نہ ہوں لیکن اس حدیث کے لیے شواہد روایات موجود ہیں جو کہ دیگر صحیح اور حسن اسناد کے ساتھ موجود ہیں یعنی طبرانی کی وہ روایت جو کہ عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اگر چہ اس میں انقطاع ہے کیونکہ زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو نہیں پایا جیسا کہ امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے لیکن یہ روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے لیے تقویت کا باعث ہے اور وہ روایت جو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے روایت کیا اس کے رجال ثقہ ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں امام ہیثمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں (مجمع الزوائد: ۱۳۲/۱۰) اور پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی وہ روایت جو کہ ہم ذکر کر آئے جس کی اسناد یوں ہے: حدثنا یزید بن ھارون قال أخبرنا محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول اللہ ﷺ قال اذا نفرت دابة أحدکم ، الحدیث؛ اگر چہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور رجال بخاری میں سے ہیں لیکن یہاں یہ حدیث ارسال کے ساتھ ہے مگر دیگر محدثین مثلاً امام بیہقی نے شعب الایمان میں (۱۸۳/۱) اور امام بزار نے البحر الزخار یعنی مسند البزار میں (۱۸۱/۱۱) نقل کیا ہے کہ ابان بن صالح نے اس روایت کو مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اور یہ علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب مرسل روایت کی تصریح ہو جائے کہ اوپر کے راوی ثقہ ہیں تو وہ غیر مقبول سے مقبول بن جاتی ہے۔ یوں ہی ابن ابی شیبہ نے دوسری جگہ اس حدیث کو اتصال کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے: حدثنا ابو خالد الأحمر عن أسامة عن أبان بن صالح عن مجاهد عن بن عباس قال ان للہ ملائکة سوی الحفظة، الحدیث (مصنف ابن أبی شیبة: ۹۱/۶) اس حدیث کی یہ بہترین سند ہے کیونکہ:

۱- ابو خالد سلیمان بن حیان الاحمر کے بارے میں ابن ابی حاتم الرازی فرماتے ہیں: قال علی بن المدینی أبو خالد الأحمر ثقة: علی بن مدینی نے ابو خالد احمر کو ثقہ کہا ہے اور محمد بن

یزید الرفاعی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابو خالد ثقہ مامون ہیں اور عثمان بن سعید الدارمی فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابو خالد الأحمر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: لیس بہ بأس: اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں (الجرح والتعدیل: ۱۰۶/۴)؛ پھر محمد بن طاہر قیسرانی نے تذکرۃ الحفاظ میں انہیں یوں ذکر کیا ہے: أبو خالد الأحمر الحافظ الصدوق سلیمان بن حیان الأزدی الکوفی پھر فرماتے ہیں کہ ان سے امام احمد بن حنبل وغیرہ ایک گروہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے انہیں صدوق کہا ہے اور میں کہتا ہوں آپ مشہور محدثین میں سے ہیں (تذکرۃ الحفاظ: ۲۷۲/۱) پھر امام ذہبی نے کتاب من تکلم فیہ میں لکھا ہے: سلیمان بن حیان ابو خالد الأحمر ثقہ مشہور ہیں صرف ابن معین نے انہیں لیس بحجۃ کہا ہے (من تکلم فیہ: ۹۲/۱) پھر سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: الامام الحافظ سلیمان بن حیان الأزدی الکوفی پھر فرماتے ہیں عجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے اور ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے صدوق ولیس بحجۃ کہا ہے ابن عدی نے ان کی متابعت کی ہے، معاویہ بن صالح نے ابن معین سے ثقہ ولیس بثبت نقل کیا ہے، میں (الذہبی) کہتا ہوں: محدثین کا ان کے بارے میں اس قسم کا کلام ان کی ایک لغزش کی وجہ سے تھا اور وہ یہ کہ آپ نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ خروج کیا اور آپ کی حدیث سے سب احادیث کی اصل کتب میں حجت پکڑی گئی ہے (سیر اعلام النبلاء: ۱۹/۹) اور آپ رجال البخاری والمسلم سے ہیں، صحیح بخاری میں آٹھ اور صحیح مسلم میں اڑتیس احادیث مروی ہیں۔

۲- اُسامہ بن زید بھی ثقہ ہیں جرح وتعدیل میں اختلاف کے ساتھ جیسا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے: یحی بن معین نے انہیں ثقہ اور یحی القطان ضعیف قرار دیا ہے اور نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے، ابن جوزی کہتے ہیں: ابن معین سے ان کے بارے میں تین مختلف روایات ہیں ایک میں ثقہ صالح اور دوسری میں ان کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور تیسری میں ترک حدیثہ بأخرۃ اور یحی بن سعید کے لیے یہی آخری قول صحیح ہے عباس اور احمد بن أبی مریم نے یحی سے ان کا ثقہ ہونا روایت کیا ہے اور ابن ابی مریم نے ثقہ کے ساتھ لفظ حجت کا بھی اضافہ کیا

ہے (میزان الاعتدال:۱/۳۲۳)؛ یاد رہے کہ تابعین کے بعد بہت کم لوگ ہیں جن کے بارے میں جرح وتعدیل میں کوئی اختلاف نہیں لھذا جب کسی راوی کے بارے میں اس قسم اختلاف ہوتو اس کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے میں اس فن کے علماء کا فیصلہ دیکھنا ہوگا: امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے اسامہ بن زید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسامہ بن زید کی نافع سے مناکیر روایات ہیں، تو میں نے کہا وہ تو حسن الحدیث تو آپ نے فرمایا: تم ان احادیث میں غور کرو تو نکرۃ جان جاؤ گے (الجرح والتعدیل: ۲/۲۸۴) لیکن یہ ان کی نافع سے مرویات کے بارے میں ہے؛ پھر امام ذھبی نے ان کے بارے میں اپنی کتاب من تکلم فیہ میں فیصلہ سناتے ہیں: أسامہ بن زید صدوق قوی الحدیث ہیں امام مسلم نے ان سے شواہد اور متابعات کا اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آپ ثقہ راوی ہیں (من تکلم فیہ:۱/۴۱)، پھر ابوالحسن العجلی نے معرفۃ الثقات میں لکھا ہے: ۶۱ أسامۃ بن زید اللیثی ثقۃ (معرفۃ الثقات:۱/۲۱۶)؛ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک جگہ ان سے متابعۃ روایت کی ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے پچیس جگہ استشہادا روایت کو نقل کیا ہے۔

۳-أبان بن صالح ابوبکر تابعی متفق علیہ ثقہ ہیں جیسا کہ ابوزرعۃ اور یحی بن معین وغیرہ نے کہا ہے اور آپ رجال بخاری وغیرہ میں سے ہیں، امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں چار جگہ روایت کو نقل کیا ہے۔

۴-مجاہد بن جبر ابوالحجاج تابعی مشہور عالم التفسیر اور متفق علیہ ثقہ ہیں اور رجال اصحاب ستہ سے ہیں۔

۵-ابن عباس یعنی عبداللہ بن عباس مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

چنانچہ اس باب میں سند کے اعتبار سے یہ حدیث عمدہ اور حسن لذاتہ ہے صرف اس وجہ سے کہ اسامہ بن زید کے تام الضبط ہونے میں کمی ہے اور حسن لذاتہ بالاتفاق مقبول ہے اس کے ساتھ ساتھ دیگر شواہد احادیث اس کے لیے تقویت کا باعث بھی ہیں لیکن طائفہ نجدیہ اس حدیث کو صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ باطل قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں جیسا کہ تیسیر العزیز الحمید فی شرح

کتاب التوحید میں سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے لکھا ہے: قال السیوطی حدیث ضعیف وأقول بل ھو باطل: امام سیوطی نے حدیث کو ضعیف کہا ہے اور میں کہتا ہوں بلکہ یہ باطل ہے (تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید:۱/۲۱۱)؛ اول تو کہاں امام سیوطی نے اسے ضعیف کہا ہے جبکہ امام سیوطی نے اپنی کتاب الحبائک میں اسی حدیث کو فصل: الملائکۃ الموکلون بورق الشجر کے تحت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں جو شخص اس طرح پکارے ان شاء اللہ مدد کیا جائے گا (الحبائک فی أخبار الملائک:۱/۱۰۵-۱۱۰) اور پھر ناصر الدین البانی جو کہ ان کے اپنے طائفہ کا شخص ہے وہ بھی اس حدیث کو دیکھ کر بوکھلایا ہوا نظر آتا اس نے سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فوراہی ضعیف کا حکم لگا دیا جیسا کہ ان کی عادت قدیمہ ہے پھر بات نہ بن پڑنے پر کبھی حسن کہا اور کبھی صحیح کہنے کے لیے رضامند نظر آتے ہیں جیسا کہ خود ہی تحریر فرماتے ہیں: قال الحافظ کما فی شرح ابن علان: ھذا حدیث حسن الاسناد غریب جدا (۵/۱۵۱): یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تخریج الأذکار میں کہا ہے: اس حدیث کی اسناد حسن اور غریب ہیں؛ البانی نے یہ بھی لکھا ہے: حسنہ السخاوی أیضا فی الابتھاج: اسے امام سخاوی نے بھی الابتہاج میں حسن قرار دیا ہے؛ پھر البانی نے یہ بھی لکھا ہے: وقال الھیثمی رجالہ ثقات: ابوبکر الہیثمی نے اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے (سلسلۃ الأحادیث الضعیفہ والموضوعۃ:۲/۱۱۰) حالانکہ اسی کتاب کے پچھلے صفحہ پر اسی مضمون کی دوسری حدیث کو بھی ضعیف لکھا، کوئی تو ان سے پوچھے کہ ایک ہی مضمون کی ضعیف اور حسن حدیث موجود ہو تو حسن حدیث کی تقویت سے وہ ضعیف بھی حسن میں شمار ہوتی ہے جیسا کہ علم حدیث کا قاعدہ ہے اور اس بات سے ہر ذی علم خوب اچھی طرح سے واقف ہے اور تمام مفسرین ومحققین کی کتب اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں مثلا ابوبکر عمرو بن أبی عاصم الضحاک اپنی کتاب السنۃ میں لکھتے ہیں: ثنا الحسن بن علی ثنا یزید بن ھارون أنا سعید بن زربی عن الحسن عن کعب بن عاصم الأشعری سمع النبی ﷺ یقول ان اللہ تعالیٰ أجار أمتی من أن تجتمع علی ضلالۃ، حدیث حسن اسنادہ ضعیف سعید بن زربی منکر الحدیث، الحسن مدلس وقد عنعنۃ لکن

الحدیث یتقوی بما بعدہ وقد خرجتها فی الصحیحة ویأتی له طریق أخری
عن کعب بن عاصم ثنا محمد بن علی بن میمون ثنا أبو أیوب سلیمان بن
عبید اللہ ثنا مصعب بن ابراهیم عن سعید بن أبی عروبة عن قتادة عن أنس
بن مالک أن النبی ﷺ کان یقول ان اللہ قد أجار أمتی أن تجتمع علی ضلالة؛
حدیث حسن اسنادہ ضعیف مصعب بن ابراهیم منکر الحدیث أیضا لکنه
یتقوی بما قبله (کتاب السنة لابن أبی عاصم: ۴۱/۱) یعنی بیان کیا ہم سے حسن بن علی نے ان
سے یزید بن ہارون نے، انہیں خبر دی سعید بن زربی نے حسن سے وہ کعب بن عاصم اشعری سے
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس
بات سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ گمراہی پر اکٹھا ہو جائے؛ یہ حدیث حسن ہے حالانکہ اس کی اسناد میں
ضعف ہے سعید بن زربی منکر الحدیث اور الحسن راوی مدلس کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے اسے عنعنہ
کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن اس حدیث کو بعد میں آنے والی حدیث سے تقویت پہنچتی ہے اس وجہ
سے میں نے اسے صحیحہ میں نکالا ہے اور اس کے لیے دوسرا طریق کعب بن عاصم سے ہے؛ ہم سے
بیان کیا محمد بن علی بن میمون نے ان سے ابو ایوب سلیمان بن عبید اللہ نے ان سے مصعب بن
ابراہیم نے وہ سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ بے
شک نبی ﷺ فرمایا کرتے: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو گمراہی پر اکٹھا ہو جانے سے محفوظ
فرمایا ہے؛ یہ حدیث حسن ہے اس کی اسناد میں مصعب بن ابراہیم منکر الحدیث کی وجہ سے بھی
ضعف ہے لیکن اسے پہلی حدیث سے تقویت پہنچی ہے۔

اگرچہ اس حدیث کی بعض اسناد میں ضعف ہے لیکن باہم دیگر شواہد کے اعتبار سے درجہ
ضعف سے خارج ہو کر درجہ حسن کو پہنچتی ہے جیسا کہ ملا علی القاری المکی نے ذکر کیا ہے کہ بعض
علماء نے کہا ہے: هذا حدیث حسن یحتاج الیه المسافرون: یہ حدیث حسن ہے اور
مسافر اس کے محتاج ہیں (مرقاۃ المصابیح: ۳۵۲/۵) اختصار کی بناء پر ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

پھر البانی صاحب اس بات سے نالاں ہیں کہ محدثین نے یہ کیوں کہا ہے کہ ہم نے اس

حدیث کو عملاً تجربہ سے صحیح پایا ہے اور اس پر علامہ شوکانی کی تحریر کا حوالہ دیا جو کہ کسی دوسری حدیث
کے متعلق کہے گئے اس قسم اقوال کے بارے میں ہے کہ اسناد پر اعتماد کئے بغیر صرف تجربہ سے
حدیث کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا؛ شوکانی کہتے ہیں: وأقول السنة لا تثبت بمجرد
التجربة (تحفة الذاکرین: ۲۱۵/۱): میں (شوکانی) کہتا ہوں کہ صرف تجربہ سے سنت ثابت نہیں
ہوتی۔ ہاں علامہ شوکانی کی یہ بات بالکل درست ہے مگر ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ یہ حدیث صرف
تجربہ سے نہیں بلکہ اپنی اسناد کے اعتبار سے بھی ثابت ہے پھر اگر البانی صاحب کے لیے علامہ
شوکانی کا قول حجت ہے تو سنیے طائفہ نجدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ سے استعانت یعنی مدد مانگنا
شرک ہے اور البانی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ اسی مذکورہ بالا حدیث کے تحت لکھتے ہیں
کہ جو امام نووی نے یہ کہا ہے کہ میں نے اور دیگر اکابر شیوخ نے اس حدیث کو تجربہ سے صحیح پایا ہے؛
میں (البانی) کہتا ہوں کہ عبادات تجربوں سے اخذ نہیں کی جاتی خصوصاً اس قسم حدیث سے جو کہ
امر غیبی کے بارے میں ہو تو جائز نہیں کہ ایسی حدیث کی تجربہ سے تصحیح کی جائے اور اس سے بعض
لوگوں کا یہ جواز پکڑنا کہ شدائد میں مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے تو یہ تو شرک خالص ہے (سلسلة
الأحادیث الضعیفة والموضوعة: ۱۰۹/۲) پھر البانی صاحب اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر اپنے طائفہ
نجدیہ کے عقیدہ کے گلے پر چھری پھیرتے ہوئے فرماتے ہیں: فهذا الحدیث اذا صح یعین
أن المراد بقوله فی الحدیث الأول یا عباد اللہ انما هم الملائکة، الخ: یعنی جبکہ یہ
حدیث صحیح بھی ہو تو حدیث اول میں یا عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ان کے ساتھ
مسلمان جن وانس کو بھی ملا دیا جائے یعنی جنہیں لوگ اولیاء صالحین رجال الغیب کا نام دیتے ہیں
برابر ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ کیونکہ ان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) واضح شرک ہے کیونکہ اول تو
وہ سنتے ہی نہیں ہیں اور اگر سنتے بھی ہوں تو مدد کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس بارے میں بہت
ساری صریح آیات بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا
يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ؛ فاطر: ۱۳-۱۴) ترجمہ: اور

اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں (۱۳) تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری حاجت روانہ کر سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح (۱۴)۔

الحمد للہ! نجدیوں کے فتوی کہ استغاثہ بغیر اللہ شرک ہے (شرح کتاب التوحید: ۱/۱۷۹-۱۸۰) اسے البانی صاحب نے چور چور کر دیا اور کہا کہ حدیث کے الفاظ عباداللہ سے مراد فرشتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ حدیث کے مطابق وہ حاضر بھی ہیں مشکلات میں پکارنے سے مدد کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور وہ غیر خدا بھی ہیں، رہا یہ کہ بقول البانی صاحب اس حدیث سے مسلمان جن وانس اس میں شامل نہیں تو آیئے طائفہ نجدیہ والبانیہ آپ نے جس علامہ شوکانی کو اپنے قول پر بطور حجت پیش کیا وہ اسی کتاب تحفۃ الذاکرین میں اس حدیث کے تحت آپ کے لیے کیا ارشاد چھوڑ گئے اگر بصیرت نہیں تو کم از کم بصارت سے کام لے لیجئے، دیکھئے علامہ شوکانی عبداللہ بن مسعود، عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل کرنے اور اس پر بحث تحریر فرمانے کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول حدیث کو ذکر فرما کر کیا فرماتے ہیں: قال فی مجمع الزوائد رجالہ ثقات وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن لا یراھم الانسان من عباد اللہ من الملائکۃ وصالحی الجن ولیس فی ذلک بأس کما یجوز للانسان أن یستعین ببنی آدم اذا عثرت دابتہ أو انفلتت (۱/۲۳۸): امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کے رجال کو صحیح کہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں سے استعانت (مدد مانگنے) کے جواز پر دلیل ہے جو اللہ کے بندوں میں سے دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا فرشتوں میں سے یا نیک جنات میں سے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں جیسا کہ انسان بنی آدم سے مدد طلب کرتا ہے جبکہ اس کی سواری ٹھوکر کھا جائے یا چھوٹ کر بھاگ جائے۔

پھر البانی صاحب کا یہ کہنا کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ عباداللہ سے مراد وہ مخلوق ہے جو کہ بشر کے علاوہ ہے اور اس کی وجہ آگے چل کر یوں بیان کی: لا یسمعون الدعاء ولو سمعوا

لما استطاعو الاستجابۃ: یعنی وہ کسی کی پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں اس کے جواب کی طاقت نہیں رکھتے؛

جواب: شاید کہ البانی صاحب صحیح اور حسن مقبول و معمول احادیث کو ضعیف بنانے کی کوشش میں قرآنی آیات کو بھی ضعیف روایت سمجھنے لگے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بڑے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ جب انہوں نے چیونٹی کی گفتگو سنی: فتبسم ضاحکا من قولھا (النمل:۱۹) تو آپ اس کی گفتگو سن کر مسکرا دیئے۔ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے: وقد سمعہ من ثلاثۃ أمیال: سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی گفتگو کو تین میل کے فاصلے سے سنا۔ پھر امام قرطبی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وتبسم من قولھا وھذا یدل دلالۃ واضحۃ أن النمل نطقا وقولا لکن لا یسمعہ کل أحد بل من شاء اللہ تعالی ممن خرق لہ العادۃ من نبی أو ولی: وتبسم من قولھا قرآن کی اس آیت سے بڑی واضح دلیل ہے کہ چیونٹی بولنے کی طاقت رکھتی ہے اور گفتگو کرتی ہے لیکن ہر کوئی اسے سن نہیں سکتا بلکہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے ان لوگوں میں سے جن کے لیے خرق العادۃ ہے یعنی نبی ہو یا ولی۔ یہاں تک تو بطلان قول البانی واضح ہوا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں جو کہ دور دراز سے چیونٹیوں تک کی آواز سن سکتے ہیں تو کیا نبی اپنے امتی کی فریاد کو نہیں سن سکتا ہے؟ باقی رہا یہ کہ دور دراز سے نبی یا ولی کا کسی قسم کا تصرف کرنے کی طاقت رکھنا؟ تو ہم قرآن عظیم کے اس واقعہ کی طرف آتے ہیں کہ جس میں اللہ کے ایک ایسے ولی کا ذکر ہے جس کے پاس علم کتاب ہے اور وہ دور دراز سے عظیم تصرف پر قدرت بھی رکھتا ہے میری مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا سے ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تخت لانے کے بارے میں کہا تو ایک قوی جن نے کہا کہ میں کے آپ دربار کے برخاست ہونے سے قبل لاتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا: ہمیں اس سے بھی جلدی مطلوب ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقال الذی عندہ علم من الکتاب أنا آتیک بہ قبل أن یرتد الیک طرفک (النمل:۴۰) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل

مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اسے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔اب کہیے البانی صاحب آپ تو کہتے ہیں حدیث میں جن اور فرشتے مراد ہو سکتے ہیں بشر کے بس کی بات نہیں لیکن یہاں ایک بشر اللہ کے ولی نے قوی جنات کو مات دے دی۔

رہا البانی صاحب کا قرآن عظیم کی اس آیت: والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعوهم لا یسمعوا دعاء کم ،الآیۃ ؛اور اس قسم دیگر آیات سے استشھاد تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: والذین تدعون تعبدون من دونه أی غیره وهم الأصنام (جلالین ۱/۳۴۸) اور جن کو تم پکارتے ہو یعنی عبادت کے طور پر اس کے سوا یعنی اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

ابن کثیر اس آیت کے تحت بیان کرتے ہیں: والذین تدعون من دونه أی من الأصنام (۵۵۲/۳): اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یعنی بتوں میں سے۔پھر ان تدعوهم لا یسمعوا دعائکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی الآلهة التی تدعونها من دون الله لا تسمع دعائکم لأنها جماد لا أرواح فیها (۵۵۲/۳): یعنی وہ خدا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان میں ارواح ہے ہی نہیں۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: والذین تدعون من دونه یعنی الأصنام (۳۳۶/۱۴): اور اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو یعنی بت۔پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ان تدعوهم لاسمعوا دعائکم۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: أی ان تستغیثوا بهم فی النوائب لا یسمعوا دعائکم لأنها جمادات لا تبصر ولا تسمع: یعنی اگر تم ان بتوں سے مدد طلب کرو مشکلات میں تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان کے لیے بصارت وسماعت نہیں۔

واضح ہوا کہ تدعون سے مراد عبادت ہے یعنی معبود سمجھتے ہوئے پکارنا خواہ کسی نبی کو ہو یا

ولی کو یا کسی جن کو ہو یا فرشتے کو یا بت کو ہو یا کسی قبر والے کو سب شرک کے زمرہ میں آتا ہے اور اگر معبود حقیقی کی جانب سے ان کو اپنا معاون ومددگار جان کر پکارا جائے تو یہ قرآن کی اس آیت کے زمرہ میں آتا ہے: انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا، الآیۃ (المائدہ:۵۵) بے شک اللہ اور اس کا رسول اور مومنین (صالحین) تمہارے مددگار ہیں اور اس حدیث کے الفاظ یا عباد الله أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ کے زمرہ میں بھی جو کہ عقیدہ توحید کے خلاف نہیں اور اگر اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے پکارنا صرف عبادت یا شرک ہوتا جیسا کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے تو پھر اس حدیث کو درست جان کر نقل کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے آج تک کے تمام آئمہ دین، مفسرین، محققین، محدثین اور صالحین سب کے سب مشرک ٹھہرے حالانکہ طائفہ نجدیہ کے اپنے لوگوں نے بھی اس حدیث کو نقل کیا اور قابل عمل سمجھا ہے لہٰذا ان میں سے چند ایک کی مثال پیش کرتے ہیں:

(طائفہ نجدیہ اپنے گھر کی خبر لیں)

نجدیوں کے شیخ الاسلام یعنی ابن تیمیہ اپنی کتاب الکلم الطیب میں تحریر کرتے ہیں: فصل فی الدابة تنفلت: اس فصل میں بیان ہے کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو کیا کیا جائے؛ پھر نقل کرتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور بیابان میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو یا عباد الله احبسوا یا عباد الله احبسوا: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، اللہ کے بندو! اسے روکو؛ بے شک اللہ کے زمین میں موجود بندے اسے جلد ہی روک دیں گے۔ (الکلم الطیب من أذکار النبی ﷺ:۱۰۹)

حافظ ابن قیم الجوزیۃ الحنبلی اپنی کتاب الوابل الصیب میں کیا فرماتے ہیں: الفصل السابع والثلاثون فی الدابة اذا انفلتت وما یذکر عند ذلک: سینتیسویں فصل اس سواری کے جانور کے بارے میں جو بدک بھاگے اور اس وقت کیا ذکر کیا جائے؛ تحریر فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کسی کا

جانور بیابان زمین میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو: یا عباد اللہ احبسوا: اے اللہ کے بندو! روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کا بندہ موجود ہے جو اسے جلد ہی روک دے گا۔ (الوابل الصیب: ۱/۱۸۵)

علامہ شوکانی کی اس حدیث پر تحریر ہم ذکر کر چکے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ وہی شوکانی ہیں جن کا ابن عبد الوہاب کے بارے میں تحریر شدہ مرثیہ نجدیوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ ابن عبد الوہاب کے حالات زندگی پر لکھی گئی کتاب کے آخر میں شائع کیا ہے (کتاب الشیخ محمد بن عبد الوھاب عقیدتہ السلفیۃ ودعوتہ الاصلاحیۃ وثناء العلماء علیہ: ۶۰)، یہ تو علماء یہود کا طریقہ ہے کہ جو بات اپنے حق میں ہو اسے ظاہر کرو اور دوسری کو چھپاؤ؛ علامہ شوکانی نے بڑے واضح انداز میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن لا یراھم الانسان من عباد اللّٰہ ، الخ (تحفۃ الذاکرین: ۱/۲۲۸) یعنی اس حدیث میں اللہ کے بندوں میں سے ان انسانوں سے مدد طلب کرنے کے جواز پر دلیل ہے جو کہ دکھائی نہیں دیتے؛ جیسا کہ ہم پہلے ذکر آئے ہیں۔

(متن اور مفہوم کے اعتبار سے)

ویسے تو متن اور اس کے مفہوم کے اعتبار سے اس حدیث کی صحت کیسی ہے، اس پر شواہد گزر چکے لیکن آخر میں ایک ایسے امام کا عمل پیش نظر ہے کہ جس کے تقوی و پرہیزگاری کا سارا عالم گواہ ہے اور طائفہ نجدیہ بھی برائے نام اپنے آپ کو انہیں کا پیروکار کہلواتا ہے، آیئے دیکھتے ہیں:

۹۱۲۔ حدثنا قال سمعت أبی یقول حججت خمس حجج منھا ثنتین راکبا وثلاثۃ ماشیا أو ثنتین ماشیا وثلاثۃ راکبا فضللت الطریق فی حجۃ وکنت ماشیا فجعلت أقول یا عبا داللہ دلونا علی الطریق فلم أزل أقول ذلك حتی وقعت الطریق أو کما قال أبی (مسائل الامام أحمد روایۃ ابنہ عبداللہ: ۲۱۵): یعنی عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے پانچ حج کیے ہیں دو سواری پر اور تین پیدل یا فرمایا: دو پیدل اور تین سواری پر

چنانچہ راستہ حج مجھ سے گم ہوا اور میں پیدل تھا تو میں نے یہ کہنا شروع کیا: یا عباد اللہ دلونا علی الطریق: اے اللہ کے بندو! مجھے راستہ دکھاؤ، میں اسی طرح کہتا رہا حتی کہ صحیح راستہ پر پہنچ گیا یا جیسا کہ انہوں نے فرمایا۔

کہیے اب کیا کہتے ہیں کیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث پر عمل کر کے اس کی تصدیق فرمادی یا پھر وہ بھی شرک کا شکار ہو گئے؛ خدا کے لیے اس امت پر اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنے کے سبب شرک کا فتوی لگانے والو جوش کی بجائے ذرا ہوش سے کام لو اور اے مسلمانوں تم بھی ذرا اپنے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی خوب کان کھول کر سن لو اور کسی دھوکہ میں نہ پڑو: حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان چیزوں میں سے جن کے مجھے تم (امت) پر خوف ہے ایک ایسا شخص ہے جو کہ قرآن پڑھے گا حتی کہ جب اس کی رونق اس پر دکھائی دینے لگے گی اور اسلام کی نصرت کا لبادہ اوڑھے رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اس لبادہ سے نکل جائیگا اور اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک کر تلوار لیے ہوئے اپنے پڑوسی پر چڑھ دوڑے گا اور اس پر شرک کا فتوی لگائے گا، حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! ان دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہے شرک کا فتوی لگانے والا یا جس پر شرک کا فتوی لگایا جائیگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ شرک کا فتوی لگانے والا ہے؛ ابن کثیر نے اس حدیث کو ابو یعلی کے حوالہ سے سنداً ذکر کرنے کے بعد کہا ہے: ھذا اسناد جید: اس حدیث کی اسناد جید ہیں (تفسیر ابن کثیر: ۶/۲۶۶) اور یہی حدیث اور طریق سے حضرت معاذ بن جبل صحابی رسول ﷺ سے بھی مروی ہے۔

....

(کیاچودہ سوسال تاریخ میں امت مسلمہ کے اکابرین شرک کاشکار رہے)

اب آخر میں اس طرف آتے ہیں کہ اس طائفہ نجدیہ کے اس فتوی کے مطابق کہ غیر خدا سے مدد کا طلبگار رہنا حرام ہی نہیں بلکہ شرک ہے تو اس فتوی کا اطلاق کن کن اور کس کس زمانہ کے لوگوں پر ہوتا ہے، آیئے تاریخ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سی شخصیات ہیں جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا یا اس پر عمل کیا یا پھر اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے کر اس فتوی کے اعتبار سے مشرک ٹھہرے۔

۱-ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی (۱۵۹ھ-۲۳۵ھ) نے اس حدیث پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے: کیا کہے وہ آدمی جس کا سواری کا جانور یا اونٹ سفر میں بدک کر بھاگ جائے
(مصنف ابن ابی شیبہ:۱۰۳/۶)

۲-امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے سفر حج میں کہا: یا عباد للہ دلونا جیسا کہ ان کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں
(مسائل الامام احمد روایۃ ابنہ عبداللہ:۲۱۵)

۳-امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق العتکی البزار (المتوفی ۲۹۲ھ) نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کر کے فرمایا: ہم نے اس کلام کو ان الفاظ کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ (۱۸۱/۱۱)

۴-ابویعلی احمد بن علی بن المثنی تمیمی الموصلی (۲۱۰ھ-۳۰۷ھ) نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے (مسند ابی یعلی:۱۷۷/۹)

۵-ابوالقاسم سلیمان بن احمد لخمی شامی طبرانی (۲۶۰ھ-۳۶۰ھ) نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے (المعجم الکبیر:۲۱۷/۱۰)

۶-ابوبکر احمد بن محمد الدینوری الشافعی المعروف ابن السنی (۲۸۵ھ-۳۶۴ھ) فرماتے ہیں: کیا کہے جب سواری کا جانور بدک بھاگے۔ (عمل الیوم واللیلۃ:۴۵۶/۱)

۷-ابوشجاع شیرویہ بن شہر دار الدیلمی الھمذانی (۴۴۵ھ-۵۰۹ھ) نے بھی عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا ہے (الفردوس بماثور الخطاب ۳۳۰/۱)

۸-امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شارح مسلم (۶۱۳ھ-۶۷۶ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر بعض شیوخ کا تجربہ اور اپنا عمل تحریر فرمایا ہے (کتاب الاذکار ۱۷۷/۱)

۹-ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نجدیوں کے شیخ الاسلام نے بھی اسے نبی اکرم ﷺ سے منقول دعاؤں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ سواری بدک بھاگنے کے وقت کیا دعا کی جائے
(الکلم الطیب ۱۰۹)

۱۱-شمس الدین سعد بن جریر الزرعی الدمشقی المعروف ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے بھی اس عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب سواری کا جانور بدک جائے تو اس وقت میں کیا کہا جائے۔ (الوابل الصیب:۱۸۵/۱)

۱۲-شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مفلح مقدسی حنبلی (المتوفی ۷۶۳ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کا اس پر عمل بھی نقل کیا ہے۔
(الآداب الشرعیۃ:۳۵۷/۱)

۱۳-الامام الحافظ شہاب الدین احمد المعروف ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) اس باب میں لکھتے ہیں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو اس کا مالک کیا کہے، پھر ابویعلی کی روایت کو نقل فرمایا (المطالب العالیۃ:۴۴/۱۴)

۱۴-علی بن ابی بکر الہیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) نے لکھا ہے کہ جب سواری چھوٹ بھاگے یا کسی سے مدد کا ارادہ ہو یا کوئی چیز گم جائے تو کیا کہا جائے پھر صحابہ سے مروی تینوں احادیث کو ذکر کیا۔ (۱۳۲/۱۰)

۱۵-امام جلال الدین سیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے اسے ابن السنی وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (جامع الاحادیث:۱۷۷/۱)

۱۶-ملاعلی بن سلطان محمد القاری المکی (المتوفی:۱۰۱۴ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد بعض ثقہ علماء کا ارشاد نقل کیا ہے جنہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مسافروں کو اس کی

ضرورت ہے اور کئی مشائخ اسی حدیث کے توسط سے حج کی فضیلت کو پہنچے۔

(مرقاۃ المفاتیح: ۳۵۲/۵)

۱۷-علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۵ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں سے مدد مانگنا جو دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے یا فرشتوں میں جائز ہے۔

(تحفۃ الذاکرین: ۲۲۸/۱)

میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اہل اسلام پر صرف اس وجہ سے شرک کا فتوی لگائے ہوئے ہیں کہ وہ اللہ کے بندوں کو مصائب وشدائد میں مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ اس تحریر سے ہدایت پکڑیں کیونکہ اگر یہ بات شرک ہو تو قرونِ اولی سے آج تک کے محدثین، مفسرین و محققین اجماعی طور پر اس شرک پر متفق رہے جو کہ ناممکن ہے والھدایۃ من اللہ۔

کتبہ فقیر محمد عمرو سنپوری

۱۳/شوال/۱۴۳۲ھ